72315 ـ صرف كمپنى كے منافع سے زكاة نكالنے كے متعلق سوال

سوال

میں ڈیکوریشن شیشہ بنانے والی کمپنی کا مالك ہوں، میرے سوال زکاۃ سے متعلق ہیں، وہ اس طرح کہ میں صرف منافع کی زکاۃ ادا کرتا ہوں اور اس میں سے بھی تیس فیصد (30 %) ٹیکس نکال کر، کیا اس طریقہ سے میرا زکاۃ نکالنا صحیح ہے ؟

کیونکہ جب سے مجھے کچھ دوستوں نے بتایا ہے کہ اس طرح زکاۃ کی ادائیگی صحیح نہیں مجھے اپنے اس معاملہ میں اس وقت سے پریشانی لاحق ہے، یہ علم میں رہے کہ کمپنی کے کام کا طریقہ کاریہ ہے کہ گاہك کے ساتھ ڈیزائین دار اور رنگین شیشے کے گنبد اور کھڑکیاں بنانے کا معاہدہ ہوتا ہے، اور ہم باہر سے خام مال،شیشہ ، سیسہ اور کاویہ وغیرہ منگوا کر سٹور کرتے ہیں اور یہ خام مال پروڈکشن میں استعمال ہوتا ہے اور کچھ سٹور ہو جاتا ہے جو کہ مالی سال کے آخر تك موجود ہوتا ہے اور سال کے آخر میں سالانہ انوینٹری کے بعد کمپنی کے مالی مرکز کو اس کی فہرست جاری کر دی جاتی ہے، جو اس سال کے منافع کی تفصیل جاری کرتا ہے اور میں اسی نفع مین سے زکاۃ دیا کرتا ہوں۔

میرے درج ذیل سوالات ہیں:

کیا زکاۃ صرف منافع پر نکالی جائے گی، یا کہ رأس المال پر ؟

یا پھرکمپنی کے مالی مرکز کی فہرست میں بیان کردہ مالك کے حقوق پر زکاۃ ادا کی جائیگی؟

کیا نفع کی مد سے حاصل کردہ رقم میں سے محکمہ زکاۃ و آمدنی کو ادا کیا گیا ٹیکس زکاۃ کی ایك قسم شمار ہو گا ؟

برائے مہربانی مجھے زکاۃ نکالنے کا صحیح طریقہ بتائیں، کیونکہ میں اپنے اس معاملہ میں پریشان ہوں، اللہ تعالی سے میری دعا ہے کہ وہ میری صحیح اور سیدھے راستے کی راہنمائی فرمائے تا کہ پچھلے برسوں میں کی گئی اپنی کوتاہی اورغلطی کو دور کروں، یا پھر اگر میرا فعل صحیح تھا تو میرا دل مطمئن ہو سکے۔

پسندیدہ جواب

الحمد للہ:

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو دینی احکام کے متعلق سوال کرنے پر جزائے خیر عطا فرمائے، ہر مسلمان شخص پر واجب بھی یہی ہے کہ وہ بغیر کسی تاخیر اور تردد کے اپنے دینی احکام کے متعلق سوالات کرتا رہے۔

آپ کے سوال کا جواب یہ ہے:

اول:

آپ کی یہ کمپنی صنعتی تجارتی کمپنی ہے، اور صنعتی تجارتی کمپنیوں میں تجارتی سامان پر زکاۃ واجب ہوتی ہے، اور کمپنی کے آلات، اور مشینوں اور گاڑیوں، اور عمارت اور اس سامان پر جو استعمال کے لیے ہو زکاۃ واجب نہیں ہوتی صرف اس چیز پر ہو گی جو نفع پر فروخت کے لیے ہو۔

اس کی تفصیل جاننے کے لیے آپ سوال نمبر (74987) اور (69916) کے جوابات کا مطالعہ کریں۔

اس لیے سال کے آخر میں زکاۃ کی ادائیگی کا طریقہ درج ذیل ہوگا:

آپ کمپنی کے سٹور میں خرید کردہ سارا وہ مال شمار کریں جو فروخت کرنے کی غرض سے خریدا گیا ہے، اس میں (شیشہ، سیسہ ، ٹانکا۔۔۔وغیرہ الخ) یہ سب اشیاء شامل ہونگی، سال کے آخر میں ان اشیاء کی قیمت لگائی جائے اور قیمت لگاتے وقت قیمت خرید کو مدنظر نہیں رکھا جائے گا بلکہ مارکیٹ کی موجودہ قیمت لگائی جائے گی۔

اور اس میں وہ رقم بھی شامل کی جائے گی جو کمپنی کے پاس یا بنك میں ہے۔

اور اس میں وہ ادھار اور قرض بھی شامل کیا جائے گا جو آپ نے لوگوں سے لینا ہے، اور جس کے حصول کی آپ کو امید ہے، پھر اس ساری رقم سے اڑھائی فیصد (2.5%) کے حساب سے زکاۃ نکالی جائے گی۔

دوم:

اور دوران سال کمپنی کے منافع کو دو قسموں میں تقسیم کرنا ممکن ہے:

الف: گاہکوں کو شیشہ فروخت کرنے سے حاصل ہونے والا منافع

اس منافع میں زکاۃ واجب ہے، اور اس کے لیے نیا سال شمار کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا سال وہی ہو گا جو راس المال کا ہے جس سے آپ نے وہ مال خریدا تھا، بشرطیکہ وہ راس المال نصاب تک پہنچتا ہو۔

دیکھیں: المغنی از ابن قدامہ مقدسی (4 / 75)

ب: یعنی خام مال پر محنت کرکے حاصل ہونے والا منافع (یعنی اسے جوڑنے اور بنانے کی اجرت شمار کرنا ممکن ہے) تو اگر یہ منافع نصاب کو پہنچے اور اس پر سال گزر جائے تو زکاۃ واجب ہو گی۔

عملی طور پر دونوں قسم کے نفع میں فرق کرنے میں مشکل پیش آ سکتی ہے اس لیےافضل یہ ہے کہ سارے منافع پر رأس المال والے سال کے آخر میں ہی زکاۃ ادا کر دی جائے، تو اس طرح جو تجارتی سامان کا منافع ہو گا اس کی زکاۃ تو آپ نے اس کے وقت (سال پورا ہونے) پر ادا کردی، اور جو کام کی مزدوری اور اجرت پر منافع تھا اس کی زکاۃ آپ نے پیشگی ادا کردی، کیونکہ وقت سے قبل پیشگی زکاۃ ادا کرنی جائز ہے۔

سوم:

اور جو منافع سال کے دوران خرچ کیا جا چکا ہے اور سال کے آخر تك باقی نہیں رہا اس پر کوئی زکاۃ نہیں۔

چہارم:

کمپنی کے تجارتی سامان کیلئے سال کی تحدید کمپنی کی بنیاد کے وقت، یا خام مال کی خریداری کے وقت سے شروع نہیں ہوگا، بلکہ اس نقد رقم سے سال شمار ہو گا جس کے ساتھ آپ نے خام مال کی خریداری کی ہے۔

مثلا: اگر آپ محرم کے مہینہ میں نصاب کے مالك بن گئے اور کمپنی کی بنیاد رجب کے مہینہ میں رکھی گئی اور خال مال آپ نے رمضان میں خریدا اور کام شروع کر دیا، تو کمپنی کے سامان کا سال محرم کے مہینہ میں ہو گا نہ کہ رمضان المبارك میں۔

چنانچہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" آپ کو علم ہونا چاہیے کہ تجارتی سامان کا سال اس کی خریداری کے بعد شروع نہیں ہوتا بلکہ اس کا سال اصل مال کا ہو گا، کیونکہ وہ راس المال سے عبارت ہے جسے آپ نے سامان میں تبدیل کر دیا ہے، تو اس طرح سامان تجارب کا سال آپ کے پہلے مال والاسال ہو گا " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (18 / 234)

اس کی مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (32715) کے جواب کا مطالعہ کریں۔

پنجم:

اور رہا مسئلہ ٹیکس نکالنے کے بعد زکاۃ کا حساب کرنا:

اگر تو سال مکمل ہونے سے قبل ٹیکس نکال کر ادائیگی ہوتی ہے تو آپ کا طریقہ صحیح ہے، کیونکہ ٹیکس کی شکل میں ادا کردہ رقم پر سال پورا نہیں ہوا۔

لیکن اگر یہ ٹیکس سال پورا ہونے کے بعد ادا کیا گیا ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ اس کی زکاۃ ادا کی جائے تا کہ آپ بری الذمہ ہو جائیں، اس ظالمانہ ٹیکس کی ادائیگی سے آپ کی زکاۃ ساقط نہیں ہو گی۔

ششم:

اور ٹیکس کو زکاۃ شمار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکاۃ کے لیے محدود اور معین مصارف ہیں، جنہیں اللہ سبحانہ وتعالی نے مندرجہ ذیل فرمان میں بیان کیا ہے:

(إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)

زکاۃ تو صرف فقراء، مساکین، اور اس پر کام کرنے والے، اور تالیف قلبی کیلئے، اور غلام آزاد کرانے میں، اور قرض داروں کے لیے، اور اللہ کے راستے میں، اور مسافروں کے لیے ہے، یہ اللہ تعالی کی طرف سے فرض کردہ ہے، اور اللہ تعالی علم والا اور حکمت والا ہے ۔التوبہ/ 60

اور ٹیکس ان مصارف میں صرف نہیں کیے جاتے، اور ویسے بھی کہ حکومتیں ٹیکس کو زکاۃ کی مد میں وصول ہی نہیں کرتیں۔

دائمی فتوی کمیٹی کے علمائےکرام کہتے ہیں:

" عمارت کا ٹیکس لینا زکاۃ کا بدل نہیں ہوسکتا، اور اس کی آمدن نصاب کو پہنچے اور اس پر سال گزر جائے تو زکاۃ واجب ہوگی ٹیکس کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگی" مختصراً

ماخوذ از: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ (9 / 339)

مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (2447) کا جواب دیکھیں۔

دائمی فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

میں ٹمبر سٹور کا مالك ہوں اور دکان میں موجود سامان پر سال گزر چکا ہے اور موجودہ سامان پر قرضہ بھی ہے جو کہ ادھار خریدا گیا ہے کچھ قیمت ادا کی جا چکی ہے اور باقی ادھار ہے اس کے علاوہ دکان کا کرایہ ، سالانہ لائسنس کی فیس ،ٹیکس، انشورنس، اور اسی طرح ملازمین کی تنخواہیں بھی ہیں تو اس کی زکاۃ کی ادائیگی میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" برائے فروخت لکڑی اور دیگر سامان کی قیمت نصابِ زکاۃ تک پہنچ جائے یا آپ کے پاس نقد رقم اور دوسرے تجارتی سامان کو ملا کر نصاب کو پہنچ جائے تو سال گزرنے پر اس میں زکاۃ واجب ہوگی، قرضہ، کرایہ اور فیسیں، ٹیکسز، انشورنس، تنخواہیں وغیرہ سے زکاۃ کی ادائیگی ختم نہیں ہوگی" انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ (9 / 348)

ہفتم:

گزشتہ برسوں کی زکاۃ کے متعلق یہ ہے کہ: آپ ہر برس کی زکاۃ کا اندازہ لگائیں اور جو آپ کے ذمہ باقی ہے وہ ادا کردیں، کیونکہ زکاۃ نکالنے کی کیفیت سے لا علمی وجوبِ زکاۃ کو ختم نہیں کرسکتی، وہ آپ کے ذمہ قرض ہے اسے ادا کرنا ضروری اور واجب ہے۔

مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (69798) کا جواب دیکھیں۔

واللہ اعلم .